اسلامی مساوات

اور

حالاتِ حاضرہ

صدرالدین

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ۔ لاہور

www.aaiil.org

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں

اور غریبوں کے والی

حضور صلعم نے سوشلزم سے بڑھ کر غرباء کی عزت و تکریم

اور معاشی امداد فرمائی

واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک لا مبدل لکلمتہ ولن تجد من دونہ ملتحدا - واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینٰک عنھم ترید زینۃ الحیٰوۃ الدنیا - ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھوٰہ وکان امرہ فرطا ——— (سورۃ الکہف: ۲۷-۲۸) —

خطبہ جمعہ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۷۰ء - فرمودہ حضرت امیر قوم

مولینا صدر الدین صاحب ایدہ اللہ بمقام جامع احمدیہ

احمدیہ بلڈنگس لاہور

تمام انسانیت کی رہبری

ان آیات میں انسانیت کی رہبری کی طرف توجہ کی گئی ہے صرف مسلمانوں کی رہبری کی

طرف نہیں۔ بلکہ تمام قوموں کی رہبری۔ چھوٹے بڑے کی رہبری۔ امیر غریب کی رہبری۔ مرد عورت کی رہبری۔ غلام اور آقا کی رہبری۔ غرض تمام عالم انسانیت کی رہبری کیطرف توجہ کی ہے۔

دُنیا و آخرت کے متعلق تعلیم

خوشخبری یہ دی گئی ہے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی

ہم نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا ہے۔ یعنی تمام شعبہ جاتِ زندگی کے متعلق ہدایت مہیا کی گئی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف چند مسائل سکھانے کے لئے ہی تشریف نہیں لائے بلکہ دُنیا و آخرت دونوں جہان کے متعلق تعلیم دینے کے لئے آئے ہیں۔

دنیا کی ایذا رسانیوں اور مداہنت کی خواہش کے مقابلہ میں نبی کریم صلعم کا عزم و استقلال

اس اہم غرض کے پیش نظر ۱۳ سال تک مکہ میں آپؐ نے دشمنوں کے ہاتھوں طرح طرح کی اذیتیں برداشت کیں۔ اور ساتھ ہی آپؐ کے متبعین کو غیر معمولی تکالیف کا نشانہ بنایا گیا۔ ان تکالیف نے جب حضورؐ کے عزم و استقلال میں کسی طرح کی کمزوری پیدا نہ کی تو ایسا لالچ دیا گیا کہ حضورؐ اپنے مقاصد میں نرمی اختیار کر لیں۔ لیکن آپؐ نے حق کے بیان کرنے میں کبھی بھی پیٹ اختیار نہ کی۔ جنگیں ہوئیں لیکن آپؐ کے عزم میں فرق نہ آیا۔ دشمنوں کے اس رویے کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ ودوا لو تدھن فیدھنون۔ یعنی انکی خواہش تھی کہ حضورؐ مداہنت سے کام لیں تو ہم بھی نرمی اختیار کر لیں گے۔ حضورؐ کو اور حضورؐ کی جماعت کو ختم کر دینے کے لئے دشمن ان پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن باوجود بے سروسامانی کے حضورؐ برابر مقابلے پر ڈٹے رہے اور اپنی لاجواب شجاعت کا ثبوت دیتے رہے۔ آخر ش دشمن ناکام رہا اور حضورؐ مظفر و منصور ہو کر مکہ معظمہ میں بصورت فاتح داخل ہوئے۔

خطرناک دشمنوں کی معافی

اگر ۱۳ سال تک صبر و استقلال دکھایا تو جنگ کے وقت صفِ اوّل میں شجاعت کا نمونہ دکھایا اور باوجودیکہ دشمنوں کی طرف سے بے انتہا اور خطرناک اذیتیں پہنچائی

گئیں، تاہم فتح یاب ہونے کے بعد مکہ معظمہ میں آپؐ نے یہ اعلان فرمایا کہ ہم تمام لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ لاتثریب علیکم الیوم۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے رحیم وکریم خدا زمین پر اُتر آیا ہے کہ جس شخص کو ۱۳ سال تک بے اندازتکالیف پہنچائی گئیں جسے کمزور کرنے کے لیئے ان کے متبعین کو طرح طرح کی تکالیف دی گئیں۔ اور پھر مدینہ پر تین دفعہ چڑھائی کر کے آپؐ کے عزیز ترین دوستوں اور رشتہ داروں کو شہید کیا گیا اور خود آپ بھی زخمی ہوئے۔ ایسے خطرناک دشمنوں سے انتقام لینے کے بجائے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم۔ یعنی آج کا دن بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ ہم فاتح اور غالب ہیں تم مغلوب ہو تم ظالم وسفاک ہو۔ تاہم تم سے انتقام نہ لیا جائے گا بلکہ تمہیں معافی دی جائے گی اور ملامت تک نہ کی جائے گی۔

اپنوں اور غیروں کے مابین عدل وانصاف

* جج بن کر اپنوں اور غیر مسلموں کے درمیان فیصلے کرتے ہیں۔ اپنوں کو مجرم پاتے ہیں تو ان کو سزا دیتے ہیں۔ اور غیر مسلموں کو بچاتے ہیں۔ آج اس دور میں ہم نے انگریز کی حکومت میں دیکھا کہ جب مسلمان اور انگریز کے مابین مقدمہ ہوتا تو ہمیشہ انگریز کے حق میں فیصلہ ہوتا لیکن حضور صلعم نے غیروں کے ساتھ نہایت درجہ عدل وانصاف کا برتاؤ کیا اور انہیں حق پر پا کر اپنی قوم کے برخلاف فیصلے دیئے۔ جیسے ایک یہودی اور طعمہ انصاری کے معاملہ میں یہودی کو بری کر دیا اور طعمہ کو مجرم قرار دیا۔ باوجودیکہ انصار مدینہ نے طعمہ کے لیئے حضورؐ کی خدمت میں سفارش کی تھی اور یہودی کے خلاف بہت کچھ کہا تھا۔ اسی طرح عمرو بن عاص گورنر مصر کے صاحبزادے نے جب برسر بازار ایک قبطی عیسائی کو زدو کوب کیا تو باپ اور بیٹا دونوں کو مدینہ میں بازپرس کے لئے طلب کیا گیا۔ اور پریسٹیج PRESTIGE کا سوال عدل وانصاف سے روک نہ سکا۔ اس قسم کی مثالیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضورؐ نے بین الاقوامی عدل وانصاف قائم کر کے دکھایا۔

قرآن مبین کو کسی کی وکالت کی حاجت نہیں

اسی ضمن میں ایک دو ایسی باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں جو موجودہ دنیا کے مسائل سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں انگلستان میں قرآن و حدیث کے مضامین بیان کرتا تھا تو اس پر لوگ کہتے تھے کہ آپ تو سوشلسٹ ہیں۔ میں کہتا تھا کہ سوشلسٹ کا نام اس سے پیشتر کبھی نہیں سُنا۔ یہ تو اسلام ہے جو میں بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے کہ آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہی سوشلزم ہے، حالانکہ میں سوشلزم کو جانتا بھی نہ تھا۔ آج بھی میں جو کچھ بیان کروں گا وہ قرآن ہی سے بیان کروں گا۔ کھینچ تان کر کسی آیت سے کوئی مقصد یا معنی نکالنا ممنوع ہے واضح طور پر جو کچھ قرآن میں ہے اسی کا بیان کرنا جائز ہے۔ قرآن مبین کو اپنے لئے کسی وکالت کی حاجت نہیں۔

امراء اور عوام الناس میں تفاوت کی وجہ سے سوشلزم رائج ہوا

انگلستان میں سوشلزم کیوں رونما ہوا اور روس میں کمیونزم کس طرح پیدا ہوا۔ وہاں کا نظامِ معاشرت لوگوں کی طبائع کے خلاف تھا۔ انگلستان میں سوشلزم اس وجہ سے پیدا ہوا کہ وہاں کے لارڈ عام آدمیوں کے ساتھ راہ و رسم پیدا کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ لارڈ عملاً عامۃ الناس کو اپنے برابر نہ بٹھاتے تھے۔

اسلام میں لارڈ اور اُمرا ایک میز پر

میرے ہاں اس کے خلاف جمہوریت نظر آتی تھی ہر بڑا اور ہر چھوٹا میرے کھانے کی میز پر میرے ساتھ بیٹھتا تھا۔ ان کے لئے یہ بڑے فخر کی بات تھی۔ لارڈ ہیڈلے بھی ان عام انگریزوں کے ساتھ میری میز پر بیٹھتے تھے۔ انگریز قوم کے لئے یہ انوکھی مجلس موجبِ فخر تھی۔ یہ اسلام تھا جس کی برکت سے وہ ایک لارڈ کے ساتھ کھانے کی میز پر بیٹھتے تھے۔ کیونکہ قرآن کریم نے حقیقی اخوت حقیقی برادری اور حقیقی مساوات پیدا کی ہے۔

قرآن کریم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا حکم

قرآن کریم میں حضرت نبی کریم صلعم کو حکم دیا گیا ہے واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک ۔ حضورؐ کو حکم ہوا قرآن شریف پڑھتے رہا کرو ۔ قرآن وحی الٰہی ہے جو تیرے رب نے یعنی تیری تربیت کرنے والے نے نازل کی ہے اس کو پڑھتے رہنا اور اس پر عمل کرتے رہنا ضروری ہے ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نے تعمیل حکم کرتے ہوئے فرمایا انا اول المسلمین ۔ میں سب سے بڑھ کر احکام الٰہی پر عمل کرنے والا ہوں ۔

قرآن کریم ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی کتاب ہے

جس قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا حکم دیا اس کے متعلق دعوےٰ فرمایا لا مبدل لکلمٰتہ یہ کامل کتاب ہے اس کے اندر کوئی کمی نہیں جسے پورا کرنے کا کسی کو خیال آئے ۔ نہ اس میں کوئی غیر معقول حصہ ہے جس کو حذف کرنا ضروری سمجھا جائے اس کتاب کی تعلیمات پر کبھی کسی زمانے کا اثر نہ ہوگا ۔ بلکہ یہ کتاب قائم و دائم رہنے والی ہے ۔

نبی کریمؐ کو اللہ تعالےٰ کا حکم کہ غرباء کو اپنی مجلس سے نہ نکالیں

اور فرمایا واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہٗ ۔ ان غرباء کے ساتھ جو آپؐ کے پاس بیٹھتے ہیں برابر استقامت کا برتاؤ کرنا ۔ یہ حکم کیوں ہے اس لئے کہ بڑے بڑے صاحب حیثیت امراء کہتے تھے کہ اگر محمد (صلعم) ہمیں اسلام سکھانا چاہتے ہیں تو غرباء کو اپنی مجلس سے نکال دیں ۔ ان غریب آدمیوں اور غلاموں کے ساتھ بیٹھنا ہماری شان کے خلاف ہے ۔ یہ بے حقیقت اور رذیل لوگ آپؐ کے پاس بیٹھتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے آپؐ کی مجلس میں بیٹھنا ہم گوارہ نہیں کر سکتے دوسری جگہ فرمایا لا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ۔ ایسا

نہیں کرنا کہ ان اُمراء کی خاطر غرباء کو اپنی مجلس سے الگ کر دو۔ وہ رضاءِ الٰہی چاہنے کے لئے دن رات عبادت کرتے ہیں۔ رہے امراء وہ ذکرِ الٰہی سے غافل ہیں بلکہ وہ خواہشات کے بندے ہیں۔ تفاسیر میں لکھا ہے کہ قبائل کے بڑے بڑے سردار حضرت نبی کریم صلعم کے ساتھ بیٹھنے والے غریب مسلمانوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس لئے کہتے تھے کہ اگر ہماری عزت منظور ہے تو غرباء کو اپنی مجلس سے ہٹا دو۔

ایک طرف اُمراء ہیں۔ اور دوسری طرف غرباء۔ امراء بارعب ہیں اور صاحب ثروت و وقار ہیں۔ ان کے مقابل پر غرباء ہیں وہ رضاءِ الٰہی کے طالب ہیں۔ فرمایا ان غرباء کا ساتھ دینا۔ تریدِ زینۃ الحیٰوۃ الدنیا ایسا نہ ہو کہ آپؐ دنیا داروں کی زینت کی طرف توجہ دیں ان کی زینت آپؐ کے لئے باعثِ کشش نہ ہو۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غریب مؤمنین سے سچی وفا کرنا اپنا خصوصی شعار سمجھتے تھے حالانکہ امراء کی بات ماننے سے مالی فائدہ ہو سکتا تھا آپ کے بازو مضبوط ہوتے اور قوت بڑھتی لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر آپؐ ایسا کریں گے کہ امراء کے کہنے سے غرباء کو اپنی مجلس سے اُٹھا دیں گے تو

لا تطرد الذین یدعون ربّھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ۔۔

...... فتطردھم فتکون من الظالمین (الانعام ۶ : ۵۲) یعنی ان رضاء الٰہی چاہنے والوں کو مجلس سے نہ نکال دیں........ ایسا نہ ہو کہ آپ ان کو امراء کی مجلس سے نکال دیں۔ اگر ایسا کریں گے تو آپ کا شمار ظالموں میں ہو گا۔ ایک سلطنت کے عظیم الشان بادشاہ کو جو محبوب الٰہی بھی ہے غرباء پر سختی کرنے سے اس حد تک خوف زدہ کیا کہ غرباء سے یہ بدسلوکی ظلم قرار دی جائے گی اور آپؐ کو اس کا مرتکب قرار دیا جائے گا۔ حضورؐ کو غرباء کے ساتھ قطع تعلق سے سخت ڈرایا ہے۔ غرباء کی خاطر خود حضور نبی کریم صلعم کو سخت تنبیہہ کی گئی ہے۔ یہ ہے خدا کی تعلیم اس ربّ العالمین کی جو ساری مخلوق کی ربوبیت کرتا ہے اس میں اگر امراء ہیں تو غریب بھی برابر کے شریک ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کا غرباء سے محبّت اور پیار

صحابہ رضؓ سے مروی ہے کہ حضور صلعم ہمارے ساتھ بیٹھتے تھے کان رسول اللّٰہ یقعد معنا ویدنو منا رسول کریم صلعم ہمیں اپنے قریب کر کے بٹھاتے تھے فتمس رکبتہ رکبتنا یہاں تک کہ آپ کا گھٹنا ہمارے گھٹنوں سے لگ جاتا۔ اور فرماتے کہ معکم المحیٰ ومعکم المماۃ۔ میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ یہ وہ انقلاب عظیم ہے جو حضور نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلّم نے پیدا کیا۔ اس قسم کا انقلاب برپا کر دکھانا بڑے عزم اور بڑے دل گردے کو چاہتا ہے۔ انگلستان اور روس میں سوشلزم یا کمیونزم پیدا ہوئے۔ حضور صلعم نے آج سے چودہ سو سال پہلے انسانیت پر بہت بڑا احسان کیا جو متکبر امراء کی معاشرتی روایات کو توڑ کر حقیقی مساوات قائم کر دکھائی۔ اس آیت کے متعلق بلالؓ اور سالمؓ اور سلمان فارسیؓ کہتے تھے فینا نزلت ہمیں فخر ہے کہ یہ آیت ہماری خاطر نازل ہوئی ہے۔ وہ کیوں نہ فخر کرتے مصعبؓ اور سالم مولیٰؓ ابی حذیفہ کو نمازوں میں امامت کرنے کا شرف ملا۔ حضور صلعم نے اپنے شاہی خاندان کی بیٹی زینبؓ کا نکاح اپنے ایک غلام زیدؓ کے ساتھ کر دیا۔ زیدؓ اور اسامہؓ کو فوج کا کمانڈر بنایا۔ اور ان کی کمان میں بڑے بڑے سرداروں نے خدمات انجام دیں۔ اس طرح غرباء کی عزت افزائی کر کے دکھانا صرف حضور نبی کریم صلعم کا ہی کام ہے العجب ثم العجب۔ جہاں میدانِ جنگ میں غرباء کو کمانڈر بنایا وہاں عبادت الٰہی جیسے اہم اور عظیم کام میں ان کو امام بنایا۔ اسی طرح جن گھروں میں غلام اور لونڈیاں تھیں ان کو تلقین فرمائی لا یقولن احدھم عبدی وامتی تم میں سے کوئی بھی اپنے مملوک مرد یا عورت کو عبدی اور امتی کے الفاظ سے مخاطب نہ کرے اور ہر مملوک کو حکم دیا لایقول المملوک للمالک ربی۔ لیقل المملوک للمالک سیدی اس ضمن میں فرمایا کہ ہم سب خدا کے مملوک ہیں۔ اور صرف وہی ہمارا رب اور معبود ہے غرض حضور نبی کریم صلعم نے چودہ سو سال پہلے وہ انقلاب قائم کر دکھایا جس میں غرباء کو عزت و

عظمت کا مقام حاصل ہوا۔ اس قسم کا انقلاب برپا کرنا سوشلزم وغیرہ کا مقصد نہیں ہے حضرت نبی کریم صلعم نے غرباء کی حالتِ زار کی طرف توجہ دی اور ان کو ہر طرح کی عزت و تکریم سے سرفراز فرمایا۔ سوشلزم کا مقصود اتنا بلند نہیں ہے وہ صرف دنیوی حالت تک محدود ہے۔

غرباء کا حق شاہی خزانہ میں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوسائٹی میں غرباء کی عزت و وقار قائم کرنے کے علاوہ ان کی دنیوی حالت کو درست کرنے کی طرف بھی توجہ دی۔ حضور صلعم نے خزانہ شاہی میں غرباء کا حصہ رکھدیا۔ ایسا حکم ذیل کی آیۃ کریمہ میں درج ہے :-

انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا...

..... فریضۃً من اللہ۔ (التوبہ ۹ آیت نمبر ۶۰) یعنے صدقات و خیرات تو صرف غرباء کا حق ہے اور محتاجوں کا اور ان کارکنوں کا جو صدقات و خیرات کے مال وصول کرنے پر متعین ہوں۔ یہ آیت کریمہ اس منظم طریق کار کی نشاندہی کرتی ہے جو حضورؐ نے فقراء کی حالت سنوارنے کے لئے قائم کردیا تھا۔

تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے

اس ضمن میں ایک اصول بیان کرتا ہوں جو قرآن کریم نے ذیل کے الفاظ میں تلقین کیا ہے۔ فرمایا اے دنیا جہان کے لوگو! اللہ رب العالمین ہے۔ اس نے تمام بنی نوع انسان کی جسمانی تربیت کے سامان کئے ہیں۔ اس کے ساتھ اس نے تمام اقوام کی روحانی تربیت کا انتظام بھی کیا ہے۔ وہ ساری قوموں کی پرورش کرتا ہے اور ساری قومیں اس کا کنبہ ہیں۔ فرمایا المخلوق عیال اللہ فان احبھم الی اللہ انفعھم لعیالہ فرمایا انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ۔ ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے۔ کان النّاس امۃ واحدۃ۔ تم سب ایک ہی قوم ہو۔ وجعلنٰکم شعوباً

قبائل - ہم نے تم کو گروہ در گروہ کر دیا ہے کوئی مشرق میں چلا گیا اور کوئی مغرب میں وللہ المشرق والمغرب - مشرق اور مغرب اللہ ہی کے لئے ہیں - یہ تو آب و ہوا کی وجہ سے رنگ بدل جاتے ہیں اور علاقوں کے اختلاف کی وجہ سے عادات اور بولیاں مختلف ہو جاتی ہیں ورنہ نسل ایک ہی ہے - ساری انسانیت ایک ہی کنبہ ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے انتم بنو آدم و آدم من تراب - سفید رنگ اور نسل پر فخر نہیں کرنا چاہیئے - رنگ و نسل اور دولت کوئی وجہ امتیاز نہیں ہے - ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم - وجہ امتیاز تمہارا تقویٰ و طہارت ہے - اگر تم متقی ہو تو تم معزز و مکرّم ہو - یہ وہ معرفت و عرفان ہے جس سے حضور نبی کریم صلعم نے دلوں کو روشن کر دیا اور حقیقی بصیرت کی بناء پر حقیقی اخوت اور حقیقی مساوات قائم کی ہے - اس نور معرفت کے بغیر پُر لطف مساوات قائم نہیں کی جا سکتی -

بین الاقوامی عدل و انصاف

مساوات سکھانے کے بعد بین الاقوامی عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے ایسا قیمتی سبق دیا جس سے حقیقی امن قائم ہو جاتا ہے - چنانچہ حضورؐ نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان عدل و انصاف کے فیصلے صادر فرمائے فرمایا لایجرمنکم شنآن قوم علےٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھوا قرب للتقویٰ - کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل و انصاف سے نہ روکے عدل بہر حال کرو یہی تقویٰ سے قریب ترین بات ہے - تقوےٰ کے معنی ہیں خدا کے حقوق کو ملحوظ رکھنا اور خدا کی مخلوق کے حقوق کو ملحوظ رکھنا ہے - خدا کی مخلوق میں غیر مسلم بھی ہیں اور وہ تمہارے ساتھ دشمنی کریں گے تاہم تم ان کے ساتھ معاملات میں پورے عدل و انصاف سے کام لو چنانچہ اس پر حضورؐ کے زمانہ میں اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں پورے اہتمام کیا تھ عملدرآمد ہوتا رہا یہ اس ذات گرامی

کا کرشمہ ہے جسے رحمۃً للعالمین کا لقب عطا ہوا۔

اُمراء کی دولت میں غرباء کا حق

اگر یہ فرمایا کہ انسان ایک ہی نسل سے ہے ساری قومیں ایک ہی گروہ ہیں اعلےٰ درجہ کا انسان وہ ہے جو خدا خوف ہو اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو مدِّنظر رکھے تو یہ بھی فرمایا وفی اموالھم حق للسائل والمحروم۔ امراء کی دولت میں غرباء کا حق ہے کیونکہ غریب ہی امیر کے لئے دولت پیدا کرتا ہے اور امراء غرباء کے محتاج ہیں۔ ایک امیر کے پاس جتنی دولت بڑھتی جاتی ہے وہ غریب کا زیادہ محتاج ہوتا جاتا ہے۔ اس کو باورچی کی ضرورت ہے، ڈرائیور کی ضرورت ہے، مالی کی ضرورت ہے، چوکیدار کی ضرورت ہے۔ کارخانہ دار کو غرباء کی ضرورت زیادہ تعداد میں ہوتی ہے۔ بڑے بڑے زمیندار غرباء کے محتاج ہیں۔ رہی شہری آبادی ان کے لئے سڑکیں کوٹنے والے غریب ہیں اور کھیتوں میں کام کرنے والے غریب ہیں۔ ایک لطیفہ ہے۔ جب لکھنؤ پر حملہ ہوا تو نواب صاحب کو اطلاع دی گئی کہ دشمن تو دروازے تک آ گیا ہے۔ نواب صاحب نے کہا کیا کروں کمبخت جوتا پہنانے والا نہیں آیا۔ مجھے جوتا کون پہنائے۔ غرض جوتا پہننے کے لئے بھی تم غرباء کے محتاج ہو۔

ظاہر ہے غرباء کے بغیر امراء کے کام نہیں چل سکتے۔ نہ انہیں روٹی میسر آ سکتی ہے نہ کوئی اور چیز انہیں مل سکتی ہے۔ اسی لئے امراء کو مخاطب کر کے آپؐ نے فرمایا اَلَا تنصرون وترزقون بضعفائکم۔ سنو غرباء ہی ہر کام میں تمہاری نصرت کرتے اور غرباء ہی تمہارے لئے رزق پیدا کرتے ہیں، تم ان کے احسانمند ہو۔ ان کے حالات کو سنوارنا اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا تمہارا فرض ہے۔ وفی اموالھم حقٌ للسائل والمحروم۔ امراء کے اموال میں غرباء اور محتاجوں کا حق ہے جو ان کو ادا کرنا چاہیئے۔

غرباء کو اُمراء کی تکریم کا حکم

اور غرباء کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم اُمراء کی تکریم کرو کیونکہ ان کے بغیر نہ دین کے کام چل سکتے ہیں اور نہ دنیا کے۔ سعد بن معاذؓ تشریف لائے تو فرمایا قوموا الی سید کم اس ضمن میں مزید فرمایا ھم درجات عند اللہ۔ اللہ تعالےٰ نے بعض لوگوں کو درجات عطا کر رکھے ہیں ان درجات کے لحاظ سے ان کی تکریم کرنا واجب ہے۔

دولت کے بغیر اللہ تعالےٰ کا دین بھی نہیں چل سکتا نہ ہی مساجد تعمیر کی جا سکتی ہیں اور نہ ہی علوم اسلامیہ کے حصول کے لئے مدارس تیار ہو سکتے ہیں اور نہ ہی مبلّغوں کا وجود نظر آ سکتا ہے، اس لئے اُمراء بھی سوسائٹی کا اہم جزو ہیں اور قدر کے قابل ہیں۔ اس ضمن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں امرنا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان ننزل النّاس علےٰ منازلھم۔ یعنے حضور صلعم نے فرمایا کہ لوگوں کے درجات کے مطابق ان کی تکریم کرنی چاہئے۔

غرباء کی عزّتِ نفس کا سوال اور انکے لئے عطیات

سوشلزم اور کمیونزم کے پیشِ نظر زیادہ تر روٹی کا سوال ہے۔ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے انسانی عزّتِ نفس کا سوال ہے۔ حضور صلعم نے مساوات پیدا کر کے دکھادی۔ اور قوم کے اندر بڑے چھوٹے کا احترام واکرام بھی پیدا کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے ایک دفعہ چالیس ہزار درہم غرباء کی گردنیں چھڑانے کے لئے صرف کر دیئے اور حضرت عثمان رضؓ نے مدینہ میں ایک کنواں خرید کر قوم کے حوالہ کر دیا۔ کیونکہ پانی کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا بالخصوص ریگستان اور چٹیل علاقوں میں کنوئیں یا چشمے کا مل جانا بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ سخاوت حضورؐ کی ان تعلیمات کا نتیجہ ہے جو انھوں نے غرباء کے حق میں تلقین فرمائی ہیں۔

بین الاقوامی مساوات کا سبق

حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور صلعم نے فرمایا کہ ان ربکم واحد و ان اباکم واحد تمہارا رب ایک ہی ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے اس لئے تم سب بھائی بھائی ہو اور ایک ہی خدا کے پرستار ہو لا فضل لعربی علی العجمی ۔ عربوں کو غیر قوموں پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ولا لعجمی علی عربی اور نہ ہی دوسری اقوام کو عربوں پر فضیلت حاصل ہے الّا بتقوی اللّٰہ فضیلت ان کو حاصل ہے جو خدا سے ڈرنے والے اور اس کے احکام پر چلنے والے ہوں خواہ کسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں یہ بات بین الاقوامی مساوات قائم کرنے کی خاطر تلقین فرمائی تھی ۔ جو نہایت اہم اور نہایت مقدس سبق ہے اس سبق پر عمل درآمد کئے بغیر اقوام عالم میں امن قائم نہیں ہو سکتا جس وقت آپ نے یہ تلقین فرمائی اس وقت آپؐ تو بادشاہ تھے آپؐ نے زور بازو سے سلطنت حاصل کی اس لئے کہہ سکتے تھے کہ میری قوم کو سب قوموں پر فضیلت حاصل ہے ۔ ہم ہی دنیا کی بہترین قوم ہیں ۔ اور ہمارا ہی راج دنیا پر ہو گا ۔ ایسے ناپاک اور فساد انگیز خیالات سے حضور صلعم کا مقدس قلب پاک تھا ۔ اس قسم کے نقصان دہ شیطانی خیالات اس روشن صدی میں اہل یورپ کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں ۔

وفات کے وقت ماتحتوں سے حسن سلوک کی تلقین

اور وفات کے وقت فرمایا کہ تمہارے ماتحت غلام ہیں ۔ اور تمہاری بیویاں ہیں ان سے حسن سلوک کرنا اور ان کے حقوق ملحوظ رکھنا اور ان کا خیال رکھنا ۔ غرض ابتداء زندگی سے لے کر آخری لمحات تک غرباء کی دستگیری کرنے کا سبق تلقین فرماتے رہے

حضور صلعم کا کردار زوجہ مطہرہؓ کی نظر میں

اس مقصد کو سامنے رکھ کر حضرت خدیجہ کبریٰ رضؓ نے آپؐ کو تسلی دی جب حضور صلعم پر ابتدائی وحی نازل ہوئی تھی اور حضورؐ پر خوف طاری ہوا تھا کہ دنیا بھر

کی قوموں کی اصلاح کا کام اور خود عرب کی اڑب قوم کی اصلاح کا کام میرے ذمّہ ہوا ہے کیسے اس سے عہدہ برآ ہو سکوں گا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلعم کی طبیعت کا یہ نقشہ کھینچکر حضور صلعم کو تسلّی دی کہ

کلا ! واللہ ما یخزیك اللہ ابدا انك لتصل الرحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق۔

یعنے آپؐ ہر مصیبت زدہ کے غمخوار ہیں، اور صادق و مصدوق ہیں مہمان نواز ہیں مصیبت زدوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور نایاب اشیاء لوگوں کے لئے مہیّا فرماتے ہیں۔ انسانیت کے لئے ایسی رحیم کریم خیر خواہ شخصیت کو خدا کبھی ذلیل و خوار نہ ہونے دے گا بلکہ ہر طرح کی کامیابی اس کے قدم چُومے گی۔ آپؐ یقین کریں اور تسلی رکھیں کہ خُدا آپؐ کو ضائع نہیں کرے گا۔

تمام بنی آدم قابلِ عزّت ہیں

حضور صلعم ایک ہی شخصیت ہیں جنہوں نے ذیل کی عالمگیر تلقین فرمائی۔ ولقد کرمنا بنی آدم۔ یعنی ہر وہ شخص قابل تکریم قرار دیا گیا ہے جس پر آدم زاد ہونے کا لفظ بولا جاتا ہے۔ وہ امیر ہو یا غریب، وہ ہندو ہو یا عیسائی وہ چوہڑا ہو یا چمار وہ فرزندِ آدم ہونے کے باعث ہمارا بھائی ہے اور قابلِ تکریم ہے۔ اور فرمایا خیر الناس من ینفع الناس یعنے سب سے اچھا وہ شخص ہے جو انسانوں کیلئے زیادہ نفع رساں ہو، حضور صلعم سے استفسار کیا گیا من اکرم الناس سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ فرمایا اتقٰکم یعنے جو سب سے زیادہ متقی ہو اور متقی وہ ہے جو حقوق اللہ ادا کرنیکے ساتھ ساتھ حقوق العباد ادا کرتا ہے۔

ان واقعات سے بیّن طور پر واضح ہوتا ہے کہ

قرآن کریم کا دعوٰے اکملت لکم دینکم
حقیقت پر مبنی ہے۔ اس کامل مکمّل جامع اور مفید
تعلیم کے بعد کسی مزید تعلیم کی حاجت باقی نہیں رہی
اس وجہ سے جہاں الیوم اکملت کا اعلان
فرمایا وہاں اسی بناء پر حضورؐ کو خاتم النّبیّن
فرمایا یعنی حضورؐ کی کامل مکمّل تعلیم کے بعد کسی نبی کے
آنے کی حاجت باقی نہیں رہی۔

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال
لاجرم شُد ختم ہر پیغمبرے

غرض حضور صلعم کی ساری عُمر انسان کی خدمت کرتے ہوئے گذری حضور صلعم نے نرا وعظ ہی نہیں کیا عمل بھی کر کے دکھایا۔ اسکی بہت سی تفصیلات ہیں جن کو اس خطبہ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اس تعلیم کی آج زمانے کو ضرورت ہے ؏